REGD. No. L. 5254

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فون نمبر ۴۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ

عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ خطبہ نمبر

الفضل ربوہ

یوم چہارشنبہ ۳ رمضان ۱۳۷۹ھ

فی پرچہ ۱۰

جلد ۴۹/۱۴ | ۲ امان ۱۳۳۹ھش | ۲ مارچ سنہ ۱۹۶۰ء | نمبر ۴۹

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

از محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ربوہ

ربوہ یکم مارچ بوقت ۱۰ بجے صبح

کل دوپہر تک حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی۔ مگر بعد دوپہر ضعف اور بے چینی کی تکلیف رہی۔ رات نیند اچھی آگئی۔ اس وقت طبیعت بہتر ہے۔ احباب جماعت التزام کے ساتھ حضور کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے دردِ دل سے دعاؤں میں لگے رہیں۔

خاکسار: (ڈاکٹر) مرزا منور احمد

زعماء انصار اللہ توجہ فرمائیں

بعض مجالس کی طرف سے سال رواں کے لئے بجٹ فارم تکمیل کے بعد ابھی تک دفتر مرکزیہ میں موصول نہیں ہوئے۔ ان مجالس کے زعماء وزعماء اعلیٰ سے گزارش ہے کہ ان کی تکمیل پر فوری توجہ فرماتے ہوئے بجٹ فارم جلد مرکز میں بھجوا دیں۔

(قائد مال انصار اللہ مرکزیہ)

چوہدری فتح محمد صاحب سیال رضؓ کی وفات

(رقم فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ)

چوہدری فتح محمد صاحب سیال فوت ہو گئے ہیں اناللّٰہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اُن سے بہت محبت کرتے تھے۔ رات کے وقت تار دینے کی ضرورت پڑتی۔ تو ان کو ہی بٹالہ بھجوایا کرتے تھے۔

جب خواجہ صاحب کو انگلستان میں مشکلات پیش آئیں۔ تو حضرت خلیفہ اول رضؓ نے ان کو ان کی مدد کے لئے بھجوایا تھا۔ ڈاکٹر عبیداللہ صاحب امرتسری نے واپس آکر ان کی بڑی تعریف کی کہ بہت صالح آدمی ہیں۔

جب میں نے تشحیذ الاذہان جاری کیا تو جن لوگوں نے ابتدا میں میری مدد کی ان میں یہ بھی شامل تھے۔ ملکانہ تحریک ساری انہوں نے چلائی تھی۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے داماد بھی تھے رئیس اور قصور کے بڑے زمیندار خاندان میں سے تھے۔ بچپن سے میرے ساتھ کام کیا۔ مجھے افسوس ہے کہ وفات کے وقت مجھے پتہ بھی نہ لگا۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور اس کے فرشتے ان کو لینے کے لئے آگے آئیں۔ اور خدا تعالےٰ کی برکتیں ہمیشہ ان پر اور ان کے خاندان پر نازل ہوتی رہیں۔ میری ایک بیٹی بھی ان کی بہو ہے۔ خدا اس کو بھی اپنے خاوند کی خدمت اور اپنے خسر کے لئے دعا کی توفیق دے۔ آمین

جوانی سے چوہدری صاحب نے سلسلہ کی خدمت کی۔ قادیان جہاں سے وہ ہجرت کر کے آئے تھے۔ اللہ تعالےٰ ان کو دائمی طور پر وہیں لے جائے۔ اور جس طرح زندگی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ساتھ دیا تھا۔ اب وفات کے بعد دائمی طور پر ان کا قرب نصیب ہو۔ آمین

حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال رضؓ کی وفات

صدر انجمن احمدیہ پاکستان کی قراردادِ تعزیت

صدر انجمن احمدیہ محترم چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم۔اے رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی وفات پر اپنے دلی غم و حزن کا اظہار کرتی ہے۔ چوہدری صاحب موصوف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی تھے۔ اور انہیں کافی عرصہ حضورؑ کی صحبت میسر آئی۔ ان کی زندگی خدمت سلسلہ اور تبلیغی روح کے لحاظ سے شاندار مثالی حیثیت کی حامل تھی۔ انہوں نے اپنے عنفوان شباب میں اپنی زندگی کو سلسلہ کی خدمت کے لئے وقف کی اور ساری زندگی اسی میں گزاری۔ اعلیٰ تعلیم سے فارغ ہوتے ہی سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی تعمیل میں بیرون ملک اشاعت اسلام کے لئے روانہ ہو گئے۔ مرحوم انگلستان جانے والے پہلے مبلغ تھے۔ اور مغرب میں کئی سال تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دیا۔ ازاں بعد صدر انجمن احمدیہ میں ناظر دعوۃ و تبلیغ اور ناظر اعلیٰ کے طور پر اہم خدمات سرانجام دیں۔ پنشن کی عمر کو پہنچنے پر بھی مرحوم نے خدمت سلسلہ کی دھن اور جذبہ کے تحت صدر انجمن احمدیہ میں بطور ناظر اصلاح و ارشاد خدمات جاری رکھیں۔ اور زندگی کے آخری لمحات تک محنت اور جانفشانی کے ساتھ خدمت سلسلہ سرانجام دیتے رہے۔

(باقی دیکھئے صفحہ پر)

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر بی۔اے ایل ایل۔بی

مسعود احمد پرنٹر پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

خطبۂ جمعہ

قومی اخلاق کے قیام کیلئے مانگنے اور سوال کرنے کی عادت کو مٹانا نہایت ضروری ہے

جہاں یہ دیکھو کہ تمہارا کوئی ہمسایہ بھوکا نہ ہو وہاں یہ بھی نگرانی کرو کہ کوئی شخص نکمّا نہ رہے

اخلاقی ترقی اور ہمت و استقلال پیدا کرنے کیلئے آواز کی بلندی بھی ضروری چیز ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۴؍ستمبر ۱۹۳۲ء — بمقام قادیان

(یہ ایک غیر مطبوعہ خطبۂ جمعہ ہے جسے ادارہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے) (خاکسار محمد یعقوب مولوی فاضل انچارج شعبۂ زود نویسی)

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

خطبہ شروع کرنے سے پہلے میں اختصار کے ساتھ مساجد کے ذمہ دار لوگوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ اخلاقی ترقی اور ہمت و استقلال کی بلندی کے لئے

آواز کی بلندی بھی ضروری چیز ہوتی ہے

اونچی آواز کے ساتھ انسان کا حوصلہ بھی بڑھتا ہے اور ارادہ بھی ترقی کرتا ہے اسی لئے متواتر آٹھ دس سال سے جب بھی مدارس میں کوئی دعوت کی تقریب ہوتی ہے میں مدرسین اور ہیڈ ماسٹروں کو توجہ دلاتا رہتا ہوں کہ طلباء کی آواز بلند کرنے کی کوشش کیا کریں۔ لیکن مجھے افسوس ہے۔ کہ اس نہایت اہم معاملہ کی طرف کوئی توجہ نہیں کی گئی۔ اس کے دو ہی سبب ہو سکتے ہیں۔ یا تو یہ کہ آواز کی بلندی کی اہمیت کو محسوس نہیں کیا جاتا۔ اور یا یہ کہ سمجھ لیا گیا ہے کہ جس کی آواز پست ہو۔ وہ بلند نہیں ہو سکتی۔ اگر کوئی شخص یہ خیال کرتا ہے کہ آواز کی بلندی کا انسان کی ترقی اور اسکے ارادوں کی بلندیوں میں کوئی دخل نہیں۔ تو وہ غلطی کرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے جب بھی کوئی نبی مبعوث کیا ہے۔ اسے سلاست زبان تقریر کا ملکہ اور قوت گویائی بھی عطا کی ہے۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ سے جو دعا مانگی اس میں بھی ذکر ہے کہ

واحلل عقدۃ من لسانی

یعنی میری زبان میں جس قسم کی بھی گرہیں ہوں ان کو دور کر دے اور زبان کی گرہ میں لکنت۔ آواز کی پستی الفاظ کی پستی سب چیزیں شامل ہیں۔ پس اس دعا کے معنے یہ ہیں کہ اے خدا مجھے

بلندیٔ آواز عطا فرما

اور میرے الفاظ میں طاقت اور شوکت اور اثر پیدا فرما۔ چنانچہ فرعون کے ساتھ آپ کے جو مباحثات ہوئے۔ ان سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ چھوٹے چھوٹے اور مختصر جواب دیتے۔ مگر درباریوں پر ایسی ہیبت طاری ہو گئی۔ کہ ان سے کوئی جواب بن نہ پڑا۔ اور آخر وہ مارنے اور ظلم کرنے پر اتر آئے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کو بھی ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ہزارہا کے مجمع کو آپ ایسی عمدگی کے ساتھ اپنی باتیں سنا دیتے تھے کہ دور بیٹھے ہوئے لوگوں کو بھی آواز پہنچتی تھی آپ مسجد میں تقریر فرماتے تو گلی کوچوں میں آپ کی آواز پہنچتی۔ آپ فرماتے بیٹھ جاؤ تو گلی میں چلنے والوں میں سے بعض آپ کی آواز سن کر بیٹھ جاتے۔ غرض وہ نشان والا معجزہ جو سب انبیاء کو دیا گیا۔ اور جس سے کوئی نبی مستثنیٰ نہیں۔ نہ حضرت موسیٰ نہ حضرت عیسےٰ نہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور نہ اس زمانہ کا مامور وہ کوئی معمولی بات نہیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

لاہور میں جب تقریر کرنے کے لئے کھڑے ہوئے تو لاہور کا سب سے وسیع ہال آدمیوں سے بھرا ہوا تھا۔ اور اس قدر اژدہام تھا کہ دروازے کھول دئے گئے۔ بلکہ باہر قناتیں لگائی گئیں اور وہ بھی سامعین سے بھر گئیں۔ شروع میں تو جیسا کہ عام قاعدہ ہے۔ آپ کی آواز دھیمی تھی اور بعض لوگوں نے کچھ شور بھی کیا۔ مگر بعد میں جب آپ بول رہے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے آسمان سے کوئی بگل بجایا جا رہا ہے اور لوگ مبہوت بنے بیٹھے تھے تو آواز کی بلندی دینی خدمات کے اہم حالات میں سے ہے۔ پھر معلوم نہیں ہمارے دوست اس طرف کیوں توجہ نہیں کرتے۔ یہ خیال کہ آواز بڑھ نہیں سکتی غلط ہے۔ جو لوگ گانے کی مشق کرتے ہیں ان کی آواز بلند ہو جاتی ہے۔ گویوں کے ماسٹر ان کی آواز کو بلند کرنے اور گلوں کی حفاظت کرنے کے متعلق خاص احتیاطیں کرتے ہیں کبھی گرم کپڑے باندھتے ہیں اور کبھی ٹھنڈے اور پھر ایک آدمی چھڑی لے کر کھڑا ہو جاتا ہے اور اگر آواز مدھم نکلے تو وہ سزا دیتا ہے۔ پھر جب گلا بیٹھ جاتا ہے۔ تو اس پر برف وغیرہ باندھتے ہیں اور اس طرح

آواز کو بلند کیا جاتا ہے

ہمارے ہاں بھی اس کی مثال موجود ہے۔ عبد الغفار خان صاحب افغان جو میاں عبد اللہ خان صاحب افغان کے والد تھے اور مولوی عبد الستار صاحب مرحوم کے بھائی تھے۔ وہ بڑے قد آور جوان تھے۔ مگر اذان کے لئے ایک دن کھڑے ہوئے۔ تو ان کی آواز نہ نکلی۔ اس پر بعض لوگوں نے تمسخر کیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ انہوں نے باقاعدہ اذان دینا شروع کر دی اور آہستہ آہستہ ان کی آواز اس قدر بلند ہو گئی۔ کہ جب وہ اذان دیتے تو یہ معلوم نہیں ہوتا تھا۔ کہ الفاظ نکل رہے ہیں۔ بلکہ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ توپ کے گولے چل رہے ہیں۔ پس آواز میں بلندی پیدا کی جا سکتی ہے اگر

طالبعلموں کو کہا جائے

کہ آواز بلند کرو۔ ورنہ سزا دی جائے گی۔ اور اس کا مقابلہ کروایا جائے۔ ایک آدمی کو دور کھڑا کر دیا جائے۔ اور طلباء سے اسے آواز دلوائی جائے۔ اور پھر فاصلہ آہستہ آہستہ زیادہ کیا جائے تو آواز دگنی تگنی ہو سکتی ہے۔ یہاں کے ایک مؤذن بھی ایسی ہی کمزور آواز والے ہیں اور جب وہ اذان دیتے ہیں تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا کسی بچہ کے منہ پر کسی نے تھپڑ مارا ہے اور وہ رو رہا ہے۔ اگر کوئی قرآن کریم کی قرأت اس طرح کرے۔ تو لوگ شور مچا دیں۔ لیکن اذان کی طرف کوئی توجہ نہیں کی جاتی۔ حالانکہ اس کا ذکر قرآن کریم میں ہے۔ میں نے دیکھا ہے عام طور پر مؤذن محمد یا محمود کہتے ہیں اس طرح ان لا الٰہ الا اللہ کہتے ہیں حالانکہ نون نہیں ہوتا اور پھر انہیں کوئی سمجھاتا بھی نہیں۔ حالانکہ یہ چھوٹی سی چیز ہے اور کوئی وجہ نہیں کہ اسے درست نہ کیا جائے۔

کل میں نے بعض نوجوانوں کو کھڑا کر کے اذان دلوانا شروع کی تو وہی مثل صادق آئی کہ بڑے میاں سو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ۔ چھوٹی پود کی تو یہ حالت ہے آئندہ لوگوں کو شاید ان کے ہونٹوں کے ساتھ کان لگا کر آواز سننی پڑے گی۔ ہم نے ۲۵ سال گلے سے کام لیا ہے۔ مگر آواز اب بھی خدا کے فضل سے ان سے بلند ہے

میں نے مہتمم اطفال کو ہدایت کی ہے کہ روزانہ تین لڑکے چن لیں۔ اور ان سے اذان دلوایا کریں۔ تاکہ ان کی آواز بلند ہو۔ ہم تو اس کے اتنے شوقین تھے کہ عصر کی اذان کے وقت دوڑے بھاگتے تھے اور الٹی لٹی اذانیں دیتے تھے۔ پہلے میں آیا۔ میں نے اذان دی۔ پھر میرا کوئی ساتھی آگیا۔ تو اس نے بھی دے دی۔ پھر تیسرا آیا اس نے بھی دے دی۔ اس پر

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب

نے ہمیں تو کیا کہنا تھا۔ مگر بڑوں کو ڈانٹا کہ کیا ایک اذان کافی نہیں۔ لیکن سکھانے کے لئے زیادہ اذانوں میں بھی کوئی حرج نہیں۔ پس روزانہ آواز کی مشق کراؤ۔ ایک شخص کو فاصلے پر کھڑا کر دو۔ اور تین لڑکوں سے اذان دلواؤ۔ پھر اسے روزانہ پرے کرتے جاؤ۔ اور دیکھو کہ آواز کتنی بڑھی ہے۔ دو تین ماہ اس طرح مشق کراؤ۔ پھر دیکھو اول تو اس دن کے بعد ہی لڑکوں کو اس قدر شوق ہو جائے گا۔ کہ گلی کوچوں میں اذانیں دیتے پھریں گے۔ اگر ایک دن کوئی مبلغ آجائے تو بچے کئی روز تک نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتے رہتے ہیں۔

اذان ایک گرج ہے ایک چیلنج ہے دنیا کو

کہ ہمت ہے تو ہمارے مقابلہ میں آؤ۔ مگر کیا کوئی چیلنج بھی مردہ آواز میں دیا کرتا ہے۔ یہ تو ایک گرج ہے۔ کہ تم نے کن خداؤں کو پیش کرتے ہو۔ ہمارا خدا سب سے بڑا ہے۔ لیکن ان الفاظ کو ادا کرتے ہوئے اگر آواز ایسی ہو جیسے مار کھا کر رو رہے ہو۔ تو یہ مقصد پورا نہیں ہو سکتا۔ اذان اونچی اور صحیح ہونی چاہیئے۔ اس کے اندر ایسی کشش ہے۔ کہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سنایا کرتے تھے۔ کہ ایک سکھ رئیس کے گھر کے پاس مسجد تھی۔ جس میں ایک بہت بلند آواز اور خوش گلو مؤذن تھا۔ اس سکھ کی جوان لڑکی تھی۔ وہ ایک دن اپنے والد سے کہنے لگی۔ کہ میں مسلمان ہونا چاہتی ہوں۔ اس نے پوچھا کیوں کہنے لگی بس میرا دل چاہتا ہے اس نے پوچھا

آخر اس کی کوئی وجہ بھی ہے۔

کہنے لگی یہ میں نہیں جانتی۔ بس میرا دل اسلام کی طرف کھینچا چلا جاتا ہے۔ وہ سمجھدار آدمی تھا اور امیر بھی۔ اس نے اس مؤذن کو کچھ دے دلا کر وہاں سے بھجوا دیا۔ اور کسی منحنی آواز والے کو مؤذن مقرر کروا دیا۔ اور پھر چند روز کے بعد کہا۔ کہ اچھا بیٹی تیری مرضی ہے تو مسلمان ہو جا۔ وہ کہنے لگی۔ اب تو خیال جل گیا ہے۔ تو اذان میں ایک شوکت اور شان ہے۔ اگر آواز بھی الفاظ کے مطابق ہو۔ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دل خود بخود لوٹتا چلا جا رہا ہے۔ لیکن جہاں مؤذن بھدی آواز والا ہو۔ وہاں نمازی بھی سست ہوتے ہیں۔ پس میں تمام محلوں کے پریذیڈنٹوں اور مربیان اطفال کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ اس طرف توجہ کریں۔

پچھلے خطبہ میں میں نے کہا تھا کہ

محلہ والوں کا فرض

ہے کہ دیکھیں ان کا کوئی ہمسایہ بھوکا نہ رہے اور ننگا نہ ہو۔ مگر اس ذمہ داری کے ساتھ ایک اور امر بھی ہے جس کی طرف توجہ کرنا ضروری ہے۔ بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں جو یہ دیکھ کر کہ کھانے اور کپڑوں کی ذمہ داری دوسروں پر ہے سست ہو جاتے ہیں۔ ایسے لوگ محنت اس وقت کرتے ہیں جب دیکھیں کہ ذمہ داری ہم پر ہے۔ اس لئے جب یہ اہتمام کیا جائے کہ سب کے کھانے پہننے کی ذمہ دار محلہ والوں پر ہو۔ وہاں ان کا یہ بھی فرض ہو گا کہ دیکھیں ایسے لوگ سست نہ ہوں۔ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ کام نہیں ملتا۔ اور اس کی تشریح کرائی جائے۔ تو معلوم ہو گا کہ ان کے حسب منشاء کام نہیں ملتا۔ حالانکہ سائل ہونے سے بہتر ہے کہ جو کام بھی ملے کر لیا جائے۔ مثلاً ایک وکیل کو اگر وکالت کا کام نہ ملے۔ اور وہ نوکری ڈھونے لگ جائے تو یہ اس کی

شرافت کی دلیل

ہو گی۔ اور اس میں کوئی ذلت نہیں نکمے بیٹھنے کی بجائے اگر وہ حلال روزی نوکری ڈھو کر کمائیگا تو اس کے محلہ والوں میں سے ہی کئی اسے اس سے اچھی نوکری دینے پر آمادہ ہو جائیں گے پہلے تو لوگ شرم کی وجہ سے نہیں کہتے۔ کہ آپ یہ معمولی نوکری کر لیں۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں۔ دوسرا اسے ہتک نہ سمجھے۔ جیسے بعض خاندان بڑے سمجھے جاتے ہیں۔ ان کی لڑکیوں کے رشتے کے لئے کوئی اس خوف سے پوچھتا ہی نہیں۔ کہ ایسا نہ ہو ناراض ہو جائیں۔ اسی طرح ایک وکیل کو کوئی شخص یہ کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا کہ آپ میری دوکان پر پندرہ روپے کی نوکری کر لیں۔ لیکن اگر وہ مزدوری کرنے لگ جائے تو دوسرا شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ آپ یہ کام کیوں کرتے ہیں۔ میرے پاس پندرہ روپے کی جگہ ہے۔ پھر ممکن ہے دوسرا بیس روپیہ ماہوار پیش کر دے۔ کہ میری دوکان پر آجاؤ۔ تیسرا اس سے بھی زیادہ دینے پر تیار ہو جائے۔ اور اس طرح ممکن ہے کہ وہ سو ڈیڑھ سو روپیہ تک جا پہونچے۔ جو شخص گھر میں بھوکا پڑا رہے۔ وہ جسمانی موت کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ اور جو دست سوال دراز کرتے

وہ اخلاقی موت مرتا ہے۔

لیکن جب دونوں صورتیں نہ ہوں۔ تو دنیا ایسے شخص کو عزت دیتی ہے۔ میرے پاس کئی ایسے لوگ آتے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کام کیوں نہیں کرتے۔ وہ کہتے ہیں ملتا نہیں۔ اور اگر بتایا جائے۔ کہ فلاں کام ہے تو کہیں گے کہ اس میں تو پندرہ روپے ملتے ہیں۔ انہیں یہ سمجھ ہی نہیں آتا کہ پندرہ روپے صفر سے تو بہرحال زیادہ ہیں۔ وہ گریجوایٹ ہونگے۔ مولوی فاضل ہوں گے۔ اچھے پڑھے لکھے اور عالم ہوں گے۔ مگر یہ بات ان کی سمجھ میں نہیں آئے گی۔ کہ صفر سے پندرہ بہتر ہیں۔ حالانکہ اگر ایک خالی ہاتھ ہو۔ اور دوسرے شخص کے ہاتھ میں گنڈیری ہو۔ تو ایک نادان بچہ بھی فرق محسوس کرتا ہے۔ لیکن یہ لوگ ایسے احمق ہوتے ہیں۔ کہ دس یا

پندرہ یا صفر میں فرق۔۔

نہیں کرتے۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ ایک روپیہ بھی صفر سے بہتر ہے۔ مجھے سینکڑوں رقعے ایسے آتے رہتے ہیں۔ کہ تنخواہ تھوڑی ہے عیالدار آدمی ہوں۔ مجھے سلسلہ کی طرف سے امداد مل جائے۔ یا وظیفہ ہی مل جائے۔ ان کے خیال میں سلسلہ نام ہے چند جادوگروں کا جو کیمیا بناتے ہیں۔ یا اپنے احمدی ہونے کو اللہ تعالیٰ پر احسان سمجھتے ہیں۔ کہ تو نے نبی بھیجا تو خزانہ بھی دیا ہو گا۔ ایسے لوگ ایمان کو تجارت سمجھتے ہیں۔ پھر بعض لوگ کام کرنا بے عزتی سمجھتے ہیں۔

حضرت خلیفہ اول رض سنایا کرتے تھے

کہ ایک امیر ہندو اپنے لڑکے کو چھ پیسے سے تجارت شروع کرائے گا۔ لیکن مسلمان نوجوان کو تجارت کے لئے کہا جائے۔ تو وہ کہے گا لاؤ چار پانچ ہزار روپیہ۔ حالانکہ ہم نے بچپن میں خود دیکھا ہے۔ کہ ایک شخص پہلے چھ پیسے یا دو آنے سے دہی بھلے بیچا کرتا تھا لیکن بعد میں وہ بڑا حلوائی بن گیا۔ اسی طرح ایک شخص جس کا معاملہ اب زیادہ دیانتدارانہ نہیں رہا۔ پہلے صرف عرق کشید کیا کرتا تھا۔ مگر بعد میں اس کی تجارت بڑھ گئی۔ تو جہاں محلہ والوں پر ذمہ داری ہے وہاں ایسے لوگوں پر بھی ذمہ داری ہے کہ کام کریں۔ بیسیوں عورتیں ہیں۔ جن کے پاس

اخراجات کا کوئی سامان

نہیں۔ اور ایسے کئی خاندان ہیں جو نوکر رکھنے کے عادی ہیں۔ پھر کئی ایسے ہیں جو نوکر رکھنے کے عادی نہیں۔ لیکن ان کے گھر میں بیماری ہوتی ہے۔ اور انہیں عارضی طور پر نوکر کی ضرورت پیش آسکتی ہے۔ ایسی عورتیں ہمارے گھر میں آتی ہیں۔ اور اپنی تکالیف بیان کرتی ہیں۔ لیکن جب میں ان سے کہتا ہوں کہ تمہیں امور عامہ کی معرفت کسی کے ہاں نوکر رکھا دیا جائے۔ تو کہہ دیتی ہیں کہ نہیں۔ یہ تو بڑی ذلت کی بات ہے۔ حالانکہ

کام کرنے میں کوئی ذلت نہیں

حضرت علی رض کے متعلق آتا ہے کہ آپ گھاس کاٹ کر بیچا کرتے تھے۔ ہم لوگ چاہے کسی کی نسل سے ہوں مگر حقیقت تو یہی ہے کہ ہمارے اصل باپ دادے وہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں علم عطا کیا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا قرب عطا کیا۔ اور پھر آپ کی دامادی کا شرف اور پھر خلافت کے مقام پر فائز کیا۔ تو ہم والوں کو آپ کا باپ دادا بنایا۔ مگر انہیں جنگل سے گھاس کاٹ کر لانے میں بھی کوئی عار نہ تھی۔ پھر اگر ہم میں سے کوئی اس میں شرم محسوس کرے تو کتنی بڑی غلطی ہے۔ اس لئے جہاں یہ ضروری ہے کہ اہل محلہ سب کو کھلانے پہنانے کا ذمہ اٹھائیں۔ وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ

ہر شخص سے کام لیا جائے

اور جب ہم انہیں کوئی کام نہ دے سکیں تو پھر بے شک مدد کے طور پر انہیں کچھ دے دیں۔ لیکن اگر وہ کام نہیں کریں گے تو ہم انہیں کچھ نہیں دیں گے۔ اسی ضمن میں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جن عورتوں یا بچوں کو محلہ کے عہدیدار ملازم کرائیں۔ ان کے متعلق یہ دیکھتے رہیں کہ ان کے ساتھ سختی نہ کی جائے۔ بعض لوگ پہلے نوکر رکھ لیتے ہیں۔ اور پھر ان کے ساتھ سختی کرتے ہیں۔ اور جب وہ جانا چاہیں تو انہیں مجبور کرتے ہیں۔ کہ تمہیں رہنا ہو گا۔ اس کے لئے بھی قواعد بنانے چاہئیں جو نوکر جانا چاہے۔ وہ

پندرہ دن کا نوٹس

دے دے۔ اور محکمہ کے صدر کو جا کر کہہ دے کہ میں پندرہ دن کے بعد فلاں شخص کی ملازمت چھوڑ دوں گا۔ اس کے بعد اسے روکنے کا کسی کو حق نہ ہو گا۔ اور جو اگر کوئی بغیر چلا جائے۔ اسے کوئی دوسرا شخص اپنے پاس ملازم نہ رکھے ہاں نوٹس کی میعاد گزرنے کے بعد جو

شخص پروپیگنڈا کرے کہ فلاں کو نوکر نہ رکھا جائے۔ اسے سزا دی جائے کہ وہ دوسرے کو بھوکا مارنا چاہتا ہے بہرحال

مانگنا ایک لعنت ہے

جس سے بچنا چاہئے۔ جس قوم میں سوال کی عادت آجائے وہ کبھی ترقی نہیں کرسکتی۔ پھر وہ سوال ہی کرتی رہتی ہے۔ حکومت نہیں کرسکتی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اسے سخت ناپسند کرتے تھے۔ آپ سے ایک دفعہ ایک شخص نے سوال کیا اور آپ نے اسے کچھ دیا۔ اس نے پھر سوال کیا اور آپ نے اُسے کچھ دیا۔ پھر سوال کیا اور آپ نے پھر دیا۔ مگر ساتھ ہی فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایک ایسی بات بتاؤں جو سوال سے بہت اچھی ہے۔ پھر آپ نے اسے نصیحت کی کہ سوال نہ کیا کرو۔ اس پر اس کا ایسا اثر ہوا کہ ایک جنگ میں ایک دستہ فوج کا وہ افسر تھا اس کا کوڑا گر گیا۔ یہ حالت ایسی خطرناک ہوتی ہے کہ ذرا سی غفلت سے سر اڑ جانے کا خطرہ ہوتا ہے ایک شخص نے کہا آپ نہ اتریں خطرہ ہے میں کوڑا پکڑا دیتا ہوں۔ مگر اس نے کہا خدا کی قسم! کوڑے کو ہاتھ نہ لگانا۔ مجھے

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہوا ہے گویا صحابہؓ ایسی حالت میں بھی دوسرے کا دست نگر ہونا گوارا نہ کرتے تھے جب جان کا خطرہ ہوتا تھا

یاد رکھو

جس قوم میں سوال کی عادت ہو وہ کبھی ترقی نہیں کرتی۔ سوال کی عادت درحقیقت ایک وبا کی طرح ہوتی ہے اور جب یہ شروع ہو جائے تو پھیلتی چلی جاتی ہے۔ میں نے دیکھا ہے مجلس میں بیٹھے ہوئے ایک شخص کوئی بات پوچھتا ہے تو دوسرا کہتا ہے میرا بھی ایک سوال ہے۔ تیسرا کہتا ہے میرا بھی ایک سوال ہے اور اس طرح سوالات کی ایک رو چل جاتی ہے پس قومی اخلاق کے لئے

سوال کی عادت کو مٹانا ضروری ہے

محلوں کے ذمہ دار افراد کا فرض ہے کہ وہ نہ صرف ہر شخص کے لئے روٹی کپڑا مہیا کریں بلکہ یہ بھی دیکھتے رہا کریں کہ کوئی شخص نکما نہ رہے سوائے ان معذوروں کے جو کام کر ہی نہیں سکتے یا طالب علموں کے جو اگر کام کریں تو پھر پڑھ نہیں سکتے۔

جماعت احمدیہ کی اکتالیسویں مجلس مشاورت

مورخہ ۸-۹-۱۰ اپریل ۱۹۶۰ء کو بمقام ربوہ منعقد ہوگی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے اعلان کیا جاتا ہے کہ جماعت احمدیہ کی اکتالیسویں (۴۱) مجلس مشاورت کا اجلاس ۸-۹-۱۰ شہادت ۱۳۳۹ھش مطابق ۸-۹-۱۰ اپریل ۱۹۶۰ء بروز جمعہ۔ ہفتہ۔ اتوار ربوہ میں ہوگا۔ انشاء اللہ۔

جماعتہائے احمدیہ اپنے نمائندگان کا حسب قواعد انتخاب کرکے دفتر ہذا کو اطلاع دیں۔ — حضور نے گذشتہ شوریٰ پر یہ ارشاد بھی فرمایا تھا کہ

"آئندہ شوریٰ کی سب کمیٹیوں کے ممبر اپنی اپنی جماعت کی طرف سے مقرر ہو کر آیا کریں۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ مشورہ زیادہ اچھا ہو سکے گا اور کام بھی جلدی ہوگا"

لہٰذا کارروائی میں اس امر کو بھی ملحوظ رکھا جائے۔ (پرائیویٹ سیکرٹری)

اعلان نکاح } میرے تیسرے لڑکے عزیزم محمد عباس ایم۔ایس سی (انجینئرنگ) حال لاوال یونیورسٹی کیوبک کینیڈا کا نکاح ہمراہ عزیزہ ادیبہ بیگم بنت ایم فضل حق صاحب مرحوم ریٹائرڈ سیشن جج صاحب آف گجرات مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۶۰ء بمقام چکوال مکرم محمد افضل صاحب اکبر مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے بالعوض دس ہزار روپیہ حق مہر پڑھا۔ درخواست ہے کہ احباب دعا کریں اللہ تعالےٰ اس رشتہ جانبین کے لئے ہر رنگ میں بابرکت فرمائے۔ آمین
(عطاء اللہ ایڈووکیٹ راولپنڈی)

حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال رضی اللہ عنہ

(از محترم ڈاکٹر حشمت اللہ خانصاحب)

حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال رضی اللہ عنہ کل وفات پا گئے۔ آج ان کو ہم سے رخصت ہو جانے پر ایک دن گذر بھی گیا انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ میری ان سے سب سے پہلی ملاقات ۱۹۰۸ء میں ہوئی تھی جبکہ وہ کالج میں تعلیم پا رہے تھے اور آخری ملاقات گذشتہ جلسہ سالانہ سے صرف دو روز قبل ہوئی تھی جو بات مجھے ان کی آخری ملاقات میں بھی نمایاں نظر آئی وہ آپ کا تبلیغ کے سلسلے میں لا انتہائی جوش تھا۔ اسی طرح کا جوش و عزم ان میں ۱۹۰۸ء میں بھی موجود تھا۔ پھر اس قدر لمبے زمانہ میں جو نصف صدی سے زیادہ ہوتا ہے آپ نے اپنے عمل سے ثابت کر دکھایا کہ آپ واقعی سلسلہ کے بہادر سپاہی اور جرنیل تھے۔ آپ اللہ تعالےٰ کے فضل سے لنڈن کے سب سے پہلے مبلغ بنے جبکہ آپ نے نہایت صبر و استقلال کے ساتھ تھوڑے سے خرچ میں گذارہ کیا۔ آپ کو اللہ تعالےٰ نے یہ سعادت نصیب کی کہ آپ نے مسجد لنڈن کے لئے وہ مکان اور جگہ خریدی جس جگہ آج سبز گنبد والی مسجد دور سے اپنی امتیازی اسلامی شان کے ساتھ نظر آتی ہے۔

یہ جگہ آپ نے ۱۹۲۰ء میں خریدی تھی اور اس کی اطلاع آپ نے بذریعہ تار حضرت خلیفۃ الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو دی تھی جبکہ حضور ڈلہوزی میں مقیم تھے۔ حضور نے اس خبر کو سن کر غیر معمولی طور پر از حد خوشی کا اظہار فرمایا اور اس خوشی میں حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپنے خدام کو ڈلہوزی کے ایک نہایت پر فضا مقام ڈاننکنڈ میں دعوت چائے دی اور ساتھ ہی یہ ارشاد فرمایا کہ حاضرین میں سے ہر ایک کوئی نہ کوئی شعر اس خوشخبری کے تعلق میں لکھے۔ چنانچہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے بھی نظم ارشاد فرمائی جو شائع ہو چکی ہے ...... حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ اور حضرت مرزا شریف احمد صاحب سلمہ اور حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ کی نظمیں بھی بہت پسند کی گئیں۔ ماتحت کام کرنے والے تو کام کرنے والی جماعتوں میں بہت ہوتے ہیں لیکن جرنیلوں کا ملنا مشکل ہوتا ہے اور فتح نصیب جرنیل تو اور بھی مشکل سے ملتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے انخفرت تا چوہدری صاحب کو اسم بامسمیٰ بنایا تھا یہ الٰہی تصرف معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا نام بھی فتح محمد رکھا گیا اور میدان ہائے کارزار میں بھی فتح مندی کا سہرا آپ کو نصیب ہوا۔

پیارے مرحوم بھائی! آپ کا جینا نہایت مبارک آپ کی زندگی نہایت مبارک اور آپ کی وفات نہایت مبارک ہے گو ہماری آنکھیں آپ کی جدائی سے اشکبار ہیں مگر ہمیں اپنے پیارے مولیٰ کے فیصلوں کے ساتھ اتفاق ہے۔ آپ نے اسلام کی خاطر اپنے پیارے آقا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور اپنے پیارے آقا حضرت محمود ایدہ اللہ تعالےٰ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان تھک محنت کی۔ آپ کے جسم کا ذرہ ذرہ تھک چکا تھا۔ مولا کریم نے آپ کو اپنی آغوش میں بلا لیا۔ اللہ تعالےٰ آپ کے درجات بلند کرے۔ اور آپ کو اپنے سب سے بڑے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قرب میں جگہ دے۔ آمین

(خاکسار حشمت اللہ سلسلہ کا ادنیٰ خادم ۲۹/۲)

حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال رضؓ کی وفات پر تعزیتی قرارداد

طلباء اور اساتذہ تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کا یہ خصوصی اجلاس چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم۔اے کی وفات پر گہرے افسوس اور غم کا اظہار کرتا ہے اور اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہے کہ وہ محترم چوہدری صاحب مرحوم کے درجات بلند کرے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

محترم چوہدری صاحب مرحوم سکول ہذا کے ایک ممتاز اور قدیم طالب علم تھے۔ اللہ تعالےٰ نے انہیں سلسلہ کی لمبی اور قابل قدر خدمت کی توفیق عطا فرمائی۔ آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے عہد کے اولین مبلغ تھے۔ جنہیں انگلستان جا کر خدمت دین کی توفیق ملی۔ نظارت علیا اور نظارت اصلاح و ارشاد کا چارج دیر تک کامیابی سے سنبھالے رکھنے کی سعادت آپ کو ملی۔ ملکانے کے جہاد میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے زیر ہدایت امیر المجاہدین کا فریضہ ادا کیا۔ ہجرت کے بعد وفات تک اصلاح و ارشاد کی نظارت کے انچارج رہے۔ تبلیغ سلسلہ کا جوش اور سلسلہ سے والہانہ عشق اور حضرت امیر المومنین سے عقیدت اور اخلاص آپ کا خاص وصف تھا۔ اللہ تعالےٰ نے ہم سب کو آپ کی خوبیوں کا وارث بنائے اور سلسلہ کے اس دیرینہ اور کامیاب خادم کو اپنے قرب خاص میں جگہ دے۔ آمین

(سٹاف سیکرٹری)

فضائل رمضان المبارک

(فضل الرحمٰن صاحب نعیم ادارۃ المصنفین ربوہ)

انسانی زندگی کے دو پہلو ہیں۔ انفرادیت اور اجتماعیت۔ سوسائٹی سے متعلق تمام امور میں خواہ وہ مذہبی ہوں یا سیاسی تمدنی ہوں یا اخلاقی اور سیاسی ہوں یا قومی — ان دونوں پہلوؤں کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ ورنہ انسانی سوسائٹی کی گاڑی غیر متوازن ہو کر اپنی سیدھی راہ کھو بیٹھے گی۔

اصل اور کامیاب طریقہ صرف یہی ہے کہ انفرادیت اور اجتماعیت دونوں کو ایک ساتھ متوازن طور پر قائم رکھا جائے۔

اور مذاہب عالم میں صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے اس طریقہ کو مدنظر رکھا ہے۔

اس نے انفرادیت کے ساتھ اجتماعی روح کو بھی ایک بلند تر مقام عطا کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو "اُمّۃ وسطاً" کے بے نظیر نام سے موسوم کیا ہے۔ کیونکہ صرف یہی ایک ایسی اُمّت ہے جو دونوں پہلوؤں کو بیک وقت مدنظر رکھ کر "درمیانی راہ" پر گامزن ہے۔

اسلامی عبادات میں انفرادیت اور اجتماعیت لازم ملزوم قرار دیا گیا ہے۔ اور جماعت کا اصل قائم کر کے انسانیت اور مذہب کی اصل غرض کو پورا کیا گیا ہے۔ اسلام میں سب سے اوّل عبادت نماز ہے جسے باجماعت فرض قرار دیا گیا ہے۔

پھر زکوٰۃ ہے اور اس میں بھی یہی روح کارفرما نظر آتی ہے۔ حج ہے جو قومی اجتماع کا سب سے زیادہ موثر اور بہترین ذریعہ ہے۔ اسی طرح روزے ہیں۔

روزے بھی دو طرح کے ہیں۔ انفرادی اور اجتماعی۔ انفرادی روزہ ہر قوم اور ہر امت میں پایا جاتا ہے لیکن اجتماعی روزے صرف اسلام میں پائے جاتے ہیں۔ نہ ایسے روزے ہندوؤں میں ہیں نہ عیسائیوں نہ بدھوں میں نہ زرتشتیوں میں — ان کی نظیر کسی بھی مذہب و ملت میں نہیں ملتی۔

رمضان المبارک کے فضائل ان گنت اور بے شمار ہیں۔ قرآن حکیم نے جامع اور مانع رنگ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فعلاً اور قولاً رمضان کے فضائل ثابت کئے اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ اور مصلح موعود ایدہ اللہ نے بھی۔ اس مبارک مہینے کی فضیلت کو بیان فرمایا۔ قرآن حکیم میں رمضان المبارک کے فضائل یوں بیان ہوئے ہیں۔

رمضان کی فضیلت قرآن حکیم سے

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

یٰایھا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون (پ ۲ ع ۷)

کہ اے مسلمانو! تم پر بھی روزوں کا رکھنا اسی طرح فرض کیا گیا ہے۔ جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں تاکہ تم روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے بچو۔ گویا مسلمانوں کو یہ نیا حکم نہیں دیا گیا بلکہ گزشتہ تمام امتوں نے بھی روزے رکھے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ روزوں کی ایک فضیلت یہ ہے کہ ان کی وجہ سے انسان متقی بن کر روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے بچ جاتا ہے۔

پھر فرمایا:۔

شھر رمضان الذی انزل فیہ القراٰن ھدًی للناس وبینٰتٍ من الھدٰی والفرقان ۚ۔

کہ رمضان کی ایک اور بڑی فضیلت یہ ہے کہ اس مبارک و افضل مہینے میں قرآن حکیم ایسی نادر اور نایاب اور بے نظیر کتاب نازل کی گئی ایسی کتاب جو اقوام عالم کے لئے ہدایت کا موجب ہے۔ اور اس کے اندر ایسے ٹھوس اور واضح دلائل ہیں جو ہدایت پیدا کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی قرآن میں الٰہی نشان بھی ہیں غرضیکہ ایسی زبردست کتاب کو اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک میں نازل فرمایا ہے یہ امر اس عظیم مہینہ کی خوش بختی و فضیلت پر دال ہے۔

رمضان المبارک کے فضائل بیان فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ مقدس مہینہ صرف ان ہی فضائل کا حامل نہیں ہے بلکہ یہ ایک ایسا مہینہ ہے کہ

واذا سالک عبادی عنی فانی قریب اُجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوالی ولیومنوابی لعلھم یرشدون

جب میرے بندے مجھ سے "مجھ ہی" کو مانگتے ہیں تو میں ان کے پاس چلا جاتا ہوں۔ جب دعا کرنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔ پس چاہیئے کہ دعا کرنے والا مجھ بھی (یعنی میرے حکم کو) قبول کرے اور مجھ پر پختہ ایمان و یقین رکھے "تا اس کا انجام بخیر ہو۔

یوں تو اللہ تعالیٰ ہر دم پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہے۔ لیکن رمضان المبارک کی یہ خاص فضیلت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور اسکے فضل کی بے پناہ بارش اسی مہینے میں پے درپے ہوتی چلی جاتی ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ "خود ہی سائل کا جواب بن جاتا ہے۔ اس کے قریب تر آجاتا ہے اور اس پر اپنی رحمتیں نچھاور کرتا ہے۔

فیوض و برکات کے یہ لازوال خزانے رمضان المبارک ہی کے مقدس ایام میں تقسیم کئے جاتے ہیں۔ لیلۃ القدر جو رمضان شریف کا ایک نہایت ہی اہم اور مقدس حصہ ہے اسکے متعلق اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

انا انزلنٰہ فی لیلۃ القدر وما ادراک مالیلۃ القدر لیلۃ القدر خیر من الف شھر ہ تنزل الملٰئکۃ والروح فیھا باذن ربھم من کل امر ہ سلام ھی حتی مطلع الفجر ہ (پ ۳۰ ع ۲۲)

ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (یا قرآن) کو ایک عظیم الشان تقدیر والی رات میں اتارا ہے۔ اور اے مخاطب تجھے کیا معلوم کہ یہ عظیم الشان رات جس میں تقدیریں اترتی ہیں کیا شے ہے۔

یہ (عظیم الشان) تقدیر والی رات تو ہزار مہینے سے بھی بہتر ہے ہر قسم کے فرشتے اور (کامل) روح اس (رات) میں اپنے رب کے حکم سے تمام (دینی و دنیوی) امور لے کر آتے ہیں۔ وہ فرشتوں کے اترنے کے ساتھ) سلامتی ہی ہوتی ہے اور یہ حال صبح کے طلوع ہونے تک رہتا ہے۔"

پس کس قدر عظیم الشان ہے یہ رات اور کتنا رفیع المرتبت ہے یہ مبارک و مقدس مہینہ جس کی صرف ایک ہی رات ہزار مہینوں سے افضل ہے

فضائل رمضان از روئے حدیث

قرآن حکیم کے ارشادات کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات عالیہ جو قرآن حکیم کی اصل تفاسیر ہیں ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔ رمضان المبارک کے متعلق سرور کائنات۔ سردار دوجہاں آقائے نامدار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات یہ ہیں:۔

(۱) ابی ھریرۃ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جب رمضان شریف آجائے تو آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں[1]۔

اور دوسری روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے دروازے بند کئے جاتے ہیں[2]۔ اور شیاطین قید کئے جاتے ہیں[3]۔ (بخاری ومسلم)

اور ایک روایت میں ہے کہ رحمت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔

(۲) سہل ابن سعد سے روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ ان میں سے ایک کا نام ریّان ہے[5]۔ جس میں صرف روزہ دار داخل ہوں گے (بخاری ومسلم)

(۳) ابوہریرہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو روزہ دار ہو ا رمضان میں سچے دل اور پختہ یقین کے ساتھ اور ثواب کی خاطر اسکے تمام سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اور جس نے قیام[6] کیا رمضان میں صحیح اعتقاد و ایمان کے ساتھ اور حصول ثواب کی خاطر اسکے بھی تمام سابقہ گناہ بخش دئے جائیں گے۔ اور اسی طرح جس نے لیلۃ القدر میں ایمان او ثواب کی خاطر قیام کیا اسکے بھی سابقہ گناہ بخش دئے جائیں گے۔ (بخاری ومسلم) (باقی)

---

[1] یعنی ان دنوں میں آسمان سے پے درپے رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور بغیر کسی روک ٹوک کے اعمال صالحہ قبول ہوتے ہیں اور دعائیں سنی جاتی ہیں۔

[2] یعنی نیک کاموں کی وجہ سے جہاں جنت کے دروازے کھلتے ہیں وہاں برائیاں معدوم ہو کر جہنم کا رستہ بند ہوتا ہے

[3] روزہ دار شیطانی وسوسوں سے بچایا جاتا ہے۔

[5] ریان کے معنی ہیں سیراب

[6] قیام کرے یعنی تراویح پڑھے تلاوت قرآن پاک میں مشغول رہے۔ طواف کرے وغیرہ عبادتیں سرانجام دے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

"بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ چونکہ اب نیا سال شروع ہو گیا ہے۔ اسلئے ہمارا پچھلا معاف ہے مگر یہ بالکل غلط ہے۔ خدا تعالیٰ سے کئے گئے وعدے اگر پورے نہ کئے جاویں تو انسان کو اگلی نیکیوں کی بھی توفیق نہیں ملتی"

حضور کے اس ارشاد کو بقایا دار احباب ہر وقت اپنے سامنے رکھیں۔

(وکیل المال اول تحریک جدید)

شکریۂ احباب اور درخواستِ دعا

(از محترمہ اہلیہ صاحبہ محترم مولوی غلام حسین صاحب ایاز مرحومؒ)

میں بوجہ شدتِ غم کے ان بھائیوں اور بہنوں کا شکریہ ادا نہیں کر سکی جنہوں نے میرے غم میں شریک ہو کر میری دلجوئی کی۔ ۵/۱/۶۰ کو سنگاپور سے روانہ ہو کر مورخہ ۹/۱/۶۰ کو کراچی پہنچی۔ میرے پہنچنے سے پہلے احمدی بہنیں ہوائی اڈہ پر موجود تھیں جنہوں نے میرے غم میں شریک ہو کر میری مدد فرمائی۔ میرے آنے سے پہلے بہت سے احباب نے لاہور میں میری لڑکی کے گھر پہنچ کر اظہارِ ہمدردی فرمایا اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔

بورنیو سے سنگاپور اور سنگاپور سے ربوہ تک ایک لمبا سفر تھا۔ خاوند کی بے وطنی کی حالت میں وفات کا صدمہ ایک بہت بڑا غم تھا۔ احباب میرے لئے دعا فرمائیں کہ خدا مجھے یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ خدا خود میرا حافظ و ناصر ہو اور مجھے اس صدمہ کے برے اثرات سے محفوظ رکھے اور اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور میرے والدین اور خسر کمزور اور ضعیف ہو چکے ہیں۔ انہوں نے اس صدمہ کو شدت سے محسوس کیا ہے۔ ان کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ ان کو صبرِ جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مرحوم کی ساری عمر خدمتِ دین اور سلسلہ کے کاموں میں گذری۔ وہ ملایا میں پندرہ سال فریضۂ تبلیغ ادا کرتے رہے اور وہاں میدانِ تبلیغ میں جانِ جان آفرین کے سپرد کر کے درجۂ شہادت حاصل کیا۔

ابھی یہ غم تازہ ہی تھا کہ میرے چچا زاد بھائی یعنی محترم مولانا عبدالرحمن صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان کے بڑے صاحبزادے بشارت احمد صاحب عین جوانی میں ہمیشہ کے لئے داغِ جدائی دے گئے۔ جس کا ہم سب کو سخت صدمہ ہے اور ان کی وفات پر جن احباب نے اظہارِ ہمدردی کیا ہے ان کا بھی میں شکریہ ادا کرتی ہوں اور درخواست کرتی ہوں کہ مرحوم کی مغفرت کے لئے دعا فرمائیں۔ اور یہ بھی دعا کریں کہ میری بھاوج نورجہاں صاحبہ کو اللہ تعالیٰ صبرِ جمیل کی طاقت عطا فرمائے۔ اور دین و دنیا میں ان کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

(امۃ الرفیق ایاز اہلیہ مولوی غلام حسین صاحب ایاز مرحومؒ)

جماعت احمدیہ علی پور (گھلواں) ضلع مظفر گڑھ کا جلسہ

پہلا اجلاس مورخہ ۱۱/۱/۶۰ بعد نماز عشاء منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم سلسلہ احمدیہ کے مربی عبدالمنان صاحب شاہد نے کی اور نظم عبدالحمید صاحب نے پڑھی۔ اس کے بعد مولانا ظہور حسین صاحب سابق مبلغ روس نے اپنی تقریر میں جماعت احمدیہ کی غیر ممالک میں تبلیغی جدوجہد کا ذکر کرتے ہوئے اپنی مجاہدانہ زندگی کے حالات نہایت پرتاثیر رنگ میں بیان فرمائے۔ اجلاس رات کے گیارہ بجے تک جاری رہا۔

دوسرا اجلاس مورخہ ۱۲/۱/۶۰ بعد نماز عشاء منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم عبدالمنان صاحب شاہد نے کی۔ اور نظم عبدالمجید صاحب نے پڑھی۔ اس کے بعد عبدالمنان صاحب شاہد مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے "سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشق نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ" کے عنوان پر حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کا مضمون پڑھ کر سنایا۔ بعدہ عبداللطیف صاحب نے نظم پڑھی۔ اور ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم نے عمدہ پیرایہ میں سیرۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعض پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد محمد الیاس صاحب نے نظم پڑھی اور مولانا ظہور حسین صاحب نے اپنی تقریر میں غیر ممالک میں تبلیغ اسلام کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ اجلاس رات کے بارہ بجے تک جاری رہا۔ جو بعد دعا بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

(نور محمد اوورسیر پنشنر امیر جماعت احمدیہ علی پور (گھلواں) ضلع مظفر گڑھ)

ربوہ کے دوکانداروں کے لئے کیلنڈر مساجد ممالک بیرون ۱۹۶۰ء

ربوہ کے جو دوکاندار پروگرام تعمیر مساجد ممالک بیرون میں باقاعدہ حصہ لینے کا وعدہ فرمائیں۔ وہ دفتر ہذا سے ایک دیدہ زیب کیلنڈر ۱۹۶۰ء مفت حاصل کر سکتے ہیں

(وکیل المال اول تحریک جدید۔ ربوہ)

لالیاں میں ایک تربیتی جلسہ

قیادت خدام الاحمدیہ ربوہ کے زیر انتظام لالیاں میں مورخہ ۲۱/۱/۶۰ بعد نماز عشاء ایک تربیتی جلسہ منعقد ہوا جس میں حضرت سید ولدِ آدم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے محامد و محاسن بیان کرنے کے علاوہ جماعت کی بیرونی ممالک میں تبلیغ کے حالات بتائے گئے۔ ٹھیک ۷ بجے رات یہ جلسہ مکرم مولوی عبداللطیف صاحب شاہد کی زیر صدارت شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم درود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد محترم حافظ محمد رمضان صاحب فاضل نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے محامد و محاسن پر تقریباً ایک گھنٹہ تقریر کی۔ تقریر کے دوران آپ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربی فارسی اور اردو کے قصائد پڑھ کر سنائے جس سے حاضرین بہت محظوظ ہوئے۔

مکرم حافظ صاحب کے بعد محترم جناب حکیم محمد ابراہیم صاحب مبلغ مشرقی افریقہ (جو حال ہی میں تیرہ سال کے بعد مشرقی افریقہ سے تشریف لائے ہیں) نے تبلیغی حالات بیان فرمائے نیز خداوند کی توحید کے پھیلانے اور حضور سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کو بلند کرنے کے سلسلہ میں انہیں جن تکالیف و مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ان کا ذکر بھی محترم حکیم صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا۔

مکرم حکیم صاحب کی تقریر کے بعد جناب حافظ محمد رمضان صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم ؎ "وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا۔ نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے" خوش الحانی سے سنائی۔

اس کے بعد محترم جناب مولوی عنایت اللہ صاحب خلیل مبلغ مشرقی افریقہ نے عمدہ پیرائے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کی محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کیا۔

محترم مولوی صاحب کی تقریر کے بعد مکرم جناب محمد عثمان صاحب چینی نے جو چین سے ربوہ میں دینی تعلیم کے حصول کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ ملک چین سے ربوہ آنے اور اپنے احمدی ہونے کے حالات بیان فرمائے۔ نیز فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم سے مجھ پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بلند و برتر مقام اور اسلام کی صحیح اور اعلیٰ پوزیشن واضح ہوئی اور یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ وہ مجھے خود بخود کھینچ کر چین سے یہاں لایا اور حقیقی اسلام کو قبول کرنے کی توفیق دی۔

محترم صدر صاحب نے اپنی تقریر میں بیان کیا کہ خطۂ ارض پر صرف اور صرف ہماری ہی ایک جماعت ہے جو کہ حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ شان کو دنیا میں ظاہر کر رہی ہے اس کا ثبوت یہی ہے کہ دنیا کے کونے کونے میں ہماری جماعت کے مجاہد اسلام پھیلانے کے لئے پہنچے ہوئے ہیں اور مختلف ممالک میں ہم نے خدا تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے نام کو بلند کرنے کے لئے مساجد تعمیر کی ہیں۔ اور کر رہے ہیں۔

جلسہ میں احباب کثیر تعداد میں تشریف لائے ہوئے تھے۔ آخر میں محترم حافظ محمد رمضان صاحب نے دعا کرائی اور قریباً پونے بارہ بجے رات جلسہ برخاست ہوا۔

(مقبول احمد ذبیح شاہد۔ منتظم جلسہ ہذا)

دیانت داری کی ایک اعلیٰ مثال

چوہدری محمد لطیف صاحب آف کبیروالا بنگلہ کوٹ خانیوال امسال جب ۲۵ جنوری ۱۹۶۰ء کو سالانہ جلسہ سے بذریعہ چناب میل واپس ہوئے تو لائلپور پہنچ کر انہیں معلوم ہوا کہ ان کا ٹرنک جس میں اندازاً دو ہزار روپیہ پر مشتمل زیورات اور قیمتی پارچات تھے گم ہے۔ انہوں نے بہت جستجو کی مگر ٹرنک نہ مل سکا۔ وہ کبیروالا پہنچ گئے تو انہیں مکرم چوہدری رشید احمد خان صاحب قائد خدام الاحمدیہ چک ۳۳ متصل سرشمیر روڈ نے اطلاع دی کہ یہ ٹرنک ان کی تحویل میں ہے اور ان سے حاصل کر لیا جائے۔ چوہدری محمد لطیف صاحب موقع پر گئے اور ٹرنک حاصل کیا۔ جس میں تمام سامان محفوظ تھا۔ چوہدری صاحب نے اس خوشی میں دس روپیہ مسجد احمدیہ چک ۳۳ بیس روپیہ مسجد احمدیہ [illegible] روپیہ ساٹھ روپیہ مسجد احمدیہ کبیروالا کی تعمیر کے سلسلہ میں عنایت فرمائے جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ رشید احمد خان صاحب شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے دیانت کا نہ صحیح نمونہ پیش کیا جو ہر احمدی کے شایانِ شان ہے۔

(محمود احمد مرزا۔ کبیروالا ضلع ملتان)

پاکستان کا نیا دارالحکومت ——— اسلام آباد

(۲) آپ نے فرمایا کہ نئے دارالحکومت کے لئے، جہاں تک ممکن ہؤا۔ مقامی ماہرین سے کام لیا جائے گا۔

صدر نے یہ بھی واضح کیا کہ ترقیاتی منصوبوں کے لئے جو روپیہ مخصوص کیا گیا ہے۔ اُسے دارالحکومت کی تعمیر کے سلسلے میں استعمال نہیں کیا جائے گا۔ البتہ ہمیں اس کے لئے روپیہ اپنے ہی وسائل سے مہیا کرنا ہے۔ مشرقی پاکستان کے گورنر جناب ذاکر حسین نے کہا کہ مشرقی پاکستان کے باشندوں کی ضروریات کا خیال رکھتے ہوئے ان کے صوبے میں بھی ایک ذیلی دارالحکومت قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ تاکہ مشرقی پاکستان سے متعلق کاموں کا فیصلہ اسی صوبے میں کیا جا سکے۔ اور وہاں کے لوگوں کو بلاوجہ مغربی پاکستان کا سفر نہ کرنا پڑے۔ انہوں نے کہا کہ مرکزی حکومت صوبوں کو اور اختیارات دینے کی تجویز پر بھی غور کر رہی ہے۔ تاکہ لوگوں کو اپنی شکایتوں کو دُور کرانے کے لئے اتنا بڑا سفر نہ کرنا پڑے۔ بلکہ ان کے مسائل خود ان کے صوبائی یا علاقائی حکام ہی حل کر دیا کریں۔ دارالحکومت کمیشن نے اعتراف کیا ہے۔ کہ ایک نئے وفاقی دارالحکومت کی تعمیر کے لئے حکومت کو بڑی رقم خرچ کرنا پڑے گی۔ حالانکہ اُسے ملک کے دُوسرے اقتصادی اور معاشرتی مسائل حل کرنے کے لئے پہلے ہی کافی روپیہ درکار ہے۔ لیکن جیسا کہ کمیشن نے خود کہا ہے۔ کوئی قوم صرف مالی دُشواریوں کے باعث کسی ایسے منصوبے کو ترک نہیں کر دیتی۔ جسے وہ اپنے لئے ضروری سمجھتی ہو۔ اور جس کی تکمیل کا وہ تہیہ کر چکی ہو۔ اس مرحلے پر یہ اندازہ لگانا تو مشکل ہے۔ کہ نئے دارالحکومت کی تعمیر پر کتنا روپیہ خرچ ہو گا۔ لیکن خیال یہ ہے۔ کہ پوٹھوار میں زمین کے حصول اس کو ترقی دینے، اس میں عمارتیں تعمیر کرنے اور اس کے تین لاکھ باشندوں کو تمام ضروری آسائشیں مہیا کرنے پر شاید دو ارب روپے سے کم خرچ نہ ہو۔ سرمائے اور اخراجات کے مختلف پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد کمیشن نے سفارش کی ہے۔ کہ نیا دارالحکومت دس برس کی مدت میں تعمیر کیا جائیگا اور اس پر ہر سال ۱۵ کروڑ روپے خرچ کئے جائیں گے۔

نئے دارالحکومت کی تعمیر کے فیصلے کا اعلان سُننے کے بعد بعض حلقوں میں یہ خدشہ ظاہر کیا گیا تھا۔ کہ نیا شہر بسانے کے لئے سرمایہ حاصل کرنے کی غرض سے ملک کی ترقی کے بعض منصوبوں پر عمل درآمد شاید بند کر دیا جائے گا۔ یا اُن کی رفتار سُست کر دی جائے گی۔ اس غلط فہمی کو دُور کرنے کے لئے ایک سرکاری اعلان میں یہ بات واضح کی گئی ہے کہ نئے دارالحکومت کی تعمیر کا فیصلہ کوئی نیا منصوبہ نہیں ہے۔ مرکزی حکومت کے دفتر پُورے کراچی میں پھیلے ہوئے ہیں اور کرائے کی عمارتوں یا عارضی اور کم۔ مد بارک نما کمروں میں قائم ہیں ان کے لئے نئی عمارتوں کی تعمیر ضروری ہے۔ اور اسی ضرورت کے پیش نظر ماضی میں بھی نیا دارالحکومت تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ نئے دارالحکومت کی تعمیر ہر صورت میں ضروری ہے۔ اور اس کے لئے روپیہ بھی حاصل کرنا ہوگا خواہ اس کی تعمیر کراچی میں ہو یا کہیں اور۔ حکومت نے اس مسئلے پر ماہرانہ مشورہ کرنے کے بعد موزوں ترین فیصلہ کیا ہے۔ یعنی دارالحکومت کی تعمیر پر قوم کا روپیہ ایسی جگہ کے لئے خرچ کیا جائے۔ جہاں آب و ہوا صحت بخش ہو۔ جو دفاعی اعتبار سے موزوں ہو۔ اور جہاں پانی اور روزمرہ ضروریات کی چیزیں آسانی سے کافی مقدار میں مل سکیں:۔

نئے دارالحکومت کی تعمیر مشرقی اور مغربی پاکستان یا کراچی کو ترقی دینے کے راستے میں حائل نہیں ہوتی۔ اور اس مقصد کے لئے جن سکیموں پر کام شروع کیا جا چکا ہے۔ یا جن منصوبوں پر عمل کیا جانے والا ہے۔ نئے دارالحکومت نے بتدریج سرمایہ حاصل کرنا ہو گا۔ اور اسے آہستہ آہستہ تعمیر کیا جائیگا یہ سرمایہ موجودہ ترقیاتی منصوبوں کے اخراجات کے علاوہ ہوگا۔ اور اس سلسلے میں جو کام فوری طور پر یا عنقریب کئے جائیں گے۔ وہ بھی ایسے ہوں گے۔ کہ ان کی وجہ سے خرچ میں بہت زیادہ اضافہ نہ ہونے پائے۔

حکومت نے اس اندیشے کو بھی بے بنیاد قرار دیا ہے۔ کہ نیا دارالحکومت بننے کے بعد کراچی کے کاروبار کو نقصان پہنچے گا (دانی)

نارتھ ویسٹرن ریلوے — لاہور ڈویژن

ٹنڈر نوٹس

مندرجہ ذیل کاموں کے لئے دستخط کنندہ ذیل کو ۵ مارچ ۱۹۶۰ء کے ساڑھے بارہ بجے دن تک ترمیم شدہ شیڈول ریٹ کی اساس پر شرح فیصد نرخ کے سربمہر ٹنڈرز مقررہ فارموں پر مطلوب ہیں۔ یہ فارم دفتر ہذا سے درج بالا تاریخ کے ساڑھے گیارہ بجے دن تک ایک روپیہ فی فارم کے حساب سے دستیاب ہو سکتا ہے۔ یہ ٹنڈرز اسی روز ساڑھے بارہ بجے دن برسر عام کھولے جائیں گے۔

کام	تخمینہ لاگت بشمول ٹنڈر پرسنٹیج	زر ضمانت جو ڈویژنل پے ماسٹر این ڈبلیو آر لاہور کے پاس جمع کرانا ہوگا	تکمیل کا وقت
(۱) شور کوٹ روڈ قلعہ شیخوپورہ سیکشن میں (میل ۵-م-۱۲۳ پر ۳×۱۵ فٹ گرڈر برج نمبر ۲۳۲A جسے ۱۹۵۹ء کے سیلابوں سے نقصان پہنچا ہے کی ۱×۵۵ فٹ گرڈر برج کے طور پر ازسرنو تعمیر اور دو پیون ۱×۱۰ فٹ آر سی سلیب کی تعمیر)	۹۵۰۰۰/- روپے	۲۰۰۰/- روپے	چھ ماہ

(۲) وہی ٹھیکیدار جن کے نام اس ڈویژن کی منظور شدہ فہرست میں درج ہوں۔ ٹنڈر داخل کریں جن ٹھیکیداروں کے نام اس ڈویژن کے منظور شدہ ٹھیکیداروں کی فہرست میں درج نہ ہوں وہ ۵ مارچ ۱۹۶۰ء سے قبل اندراج کے ضروری کاغذات یعنی اپنی مالی حالت اور تجربہ کے متعلق اسناد ہمراہ لا کر اپنے نام درج کرا لیں۔

(۳) مکمل شرائط اور کوائف ترمیم شدہ شیڈول آف ریٹ اور تخمینہ جات وغیرہ ایام کار میں سے کسی روز بھی دستخط کنندہ ذیل کے دفتر میں آ کر دیکھے جا سکتے ہیں۔ ریلوے کا محکمہ کم سے کم لاگت کے یا کسی ٹنڈر کو منظور کرنے کا پابند نہ ہوگا۔ ٹھیکیداروں کا اپنا مفاد اسی میں ہے کہ وہ زر بیعانہ ۵ مارچ سے قبل ڈویژنل پے ماسٹر این ڈبلیو آر لاہور کے پاس جمع کرا دیں۔ ٹھیکیداروں کو چاہیئے کہ وہ شرح فیصد نرخ مکمل اعداد میں درج کریں کسور پر مشتمل نرخ مسترد کئے جا سکتے ہیں۔

ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ این ڈبلیو آر - لاہور

صدر انجمن احمدیہ پاکستان کی قرار دادِ تعزیت

بقیہ صفحہ اول

صدر انجمن احمدیہ چوہدری صاحب مرحوم کی وفات سے اپنے اندر ایک اہم خلا محسوس کرتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہے کہ وہ چوہدری صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے جوارِ رحمت میں اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے اور آنمحترم کے پسماندگان کا حافظ و ناصر ہو۔ اور خدمتِ دین کے جذبہ میں انہیں مرحوم کا وارث بنائے۔ نیز سلسلہ کے اس جاں نثار خادم کی وفات سے جماعت میں جو خلا پیدا ہوا ہے اپنے فضل سے اسے پُر فرمائے۔ آمین۔

ناظر اعلیٰ

الفضل میں اشتہار دینا کلید کامیابی ہے

اعانت الفضل

محترمہ بیگم صاحبہ مکرم میاں عطاء اللہ صاحب امیر جماعت راولپنڈی نے مبلغ -/۲۰/- روپے بطور اعانت الفضل عنایت فرمائے ہیں -/۱۰ روپے اپنی طرف سے اور -/۱۰ روپے مقامی لجنہ اماء اللہ کی طرف سے۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محترمہ بیگم صاحبہ موصوفہ کو دینی اور دنیاوی ترقی سے مالا مال کرے۔

(مینیجر الفضل)